بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

ـــــ ولکم فی القصاص حیوٰۃ

خادم حرمین شاہ فیصل کا قاتل اپنے عبرتناک انجام کو پہنچا قصر الحکم کے سامنے نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں قاتل کا سر قلم کر دیا گیا۔ اور اس واقعہ نے ایک بار پھر اسلام کی اس تاریخی حقیقت کو آشکارا کر دیا کہ اسلامی حکومت کی اساس عدل و انصاف ہے اور قیام عدل کی راہ میں کوئی گروہی تعصب، رشتہ اور قرابت کی بندشیں، حکومت اور سلطنت کی رعائتیں حائل نہیں ہو سکتیں یہی خداوند حکیم و جبار کے قوانین و احکام کا وہ مساواتی پہلو ہے جو اس دور میں دوسرے ادیان و ملل میں کہیں نہیں مل سکتا۔ اور جو معاشرہ کی اصلاح اور زندگی کیلئے بنیادی ستون کا کام دیتا ہے۔ ولکم فی القصاص حیوٰۃ یا اولی الالباب۔ سعودی عرب کا حکمران خاندان اگر چاہتا تو قاتل کیلئے ہزاروں گنجائشیں نکل سکتی تھیں۔ وہ مرحوم شاہ کا بھتیجا اور ان کے ایک با اثر بھائی کا لختِ جگر تھا۔ خاندانی رشتے رکاوٹ بن سکتے تھے، قیام عدل سے ان رشتوں کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی۔ مگر بدبخت قاتل کے فاسد اور باطل نظریات کفر و الحاد اور اس کے نہایت سفاکانہ فعل کی وجہ سے سارے خاندان نے اسے ـــ انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح ـــ کا مصداق ٹھہرایا اور کسی رد رعایت کے بغیر اُسے اللہ کے قانون عدل و انصاف کے سپرد کر دیا اور سب بخوشی اللہ کے قانونِ حدود و تعزیرات کے سامنے سرنگوں ہوئے۔ یہ مقام صبر و رضا اور یہ قوتِ فیصلہ اس سلطنت اور اس خاندان کو اس نظام حیات اور اس دستور العمل نے دیا جس سے بڑھ کر جامع اور مکمل نظام کا تصور بھی اس چرخ نیلگوں کے نیچے نہیں کیا جا سکتا نہ اس نظام میں امیر اور غریب کی رعایت ہے نہ قریب اور بعید کا اور نہ جرم و سزا کی دنیا میں اس سے بڑھ کر حکمت و مصلحت اور عدل و انصاف پر مبنی دوسرا کوئی متبادل نظام پیش کیا جا سکتا ہے۔

اس نظام کو لیکر آنے والے نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سختی سے یہ تلقین کی کہ کہیں عدل و انصاف کی قدریں مصلحتوں اور رعایتوں کی نذر نہ ہو جائیں۔ فرمایا: اقیموا حدود اللہ علی القریب والبعید ولا تاخذکم فی اللہ لومۃ لائم۔ (ابن ماجہ) " اللہ کی حدود اپنوں اور پرایوں پر یکساں جاری کرو کہیں اس راہ میں خوف اور ملامت رکاوٹ نہ بن جائے۔"

انقلاب فرانس کے ڈھنڈورے پیٹنے والے خیرہ چشموں اور امریکہ کے بنیادی حقوق پر للچانے والی نظروں سے مساوات انسانی کے سب سے بڑے علمبردار نبی رحمت علیہ السلام کا یہ اسوۂ حسنہ

مستور ہے کہ انہوں نے اپنی جگر گوشہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے بارہ میں فرمایا: واللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت (اعاذھا اللہ) لقطعت یدھا۔ (کہ یہ تو بنی مخزوم کی فاطمہ ہے۔ اگر میری فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی چوری سرزد ہو جاتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔) آج جو نگاہیں انسانی خون سے رنگے ہوئے سرخ افق میں انسانی عظمتیں تلاش کرتی ہیں اور جو سرخ ندیوں کو جبر و استبداد اور ظالمانہ امتیازات کا علاج ٹھہراتی ہیں۔ اسلام کے خلیفہ اول ابوبکر الصدیق کا یہ پہلا فرمان خلافت ان کی نگاہوں سے کیوں اوجھل ہو جاتا ہے۔ کہ: ان اقواکم عندی الضعیف حتی اخذ منہ الحق وان اضعفکم عندی القوی حتی اخذ لہ الحق (ابن سعد) "تم میں سے بڑی سے بڑی قوت والا بھی اس وقت تک میری نگاہوں میں حقیر اور کمزور ہے۔ جب تک میں مظلوم کا حق اس سے نہ چھین لوں اور کمزور سے کمزور بھی اس کا حق دلانے تک میری نگاہوں میں مضبوط اور طاقتور ہے۔"

یہ نظام عدل و انصاف ملک کے ایک حبشی غلام اور معمولی سے معمولی شہری کو حق دیتا ہے کہ وہ خلیفۃ المسلمین کو عدالت کے کٹہرے میں کھینچ لائے اس کی نظروں میں حاکم و محکوم رعایا اور راعی قرابتدار اور اجنبی سب یکساں ہیں سعودی عرب میں اس نظام کی جھلکیاں موجود تھیں اس نظام اور اس پہ ایمان و یقین کی برکت سے قاتل کو سزا ملی اور اس نظام ہی کی برکت سے آج بھی سعودی عرب امن و امان اور پرسکون زندگی کا گہوارہ ہے۔ جبکہ ساری دنیا شر و فساد ظلم و جبر، خوف و اضطراب، اور وحشت و بربریت سے بھر چکی ہے مگر اسلام کے نظام تعزیرات کی برکت سے جرائم کی سرکوبی کے لئے سعودی عرب میں نہ آئے دن پولیس کے لشکروں میں اضافہ کیا جاتا ہے نہ فوج سے سرکوبی کرانی پڑتی ہے۔ اور وہاں کی شرح جرائم ساری دنیا سے کم ہے۔ پھر دوسری طرف یورپ جو اپنے فلسفۂ جرائم کی بنیاد چوروں قاتلوں زانیوں کی ہمدردی اور ظلم و فساد کی وکالت پر رکھتا ہے۔ اور اسے نام نہاد "انسانیت" کا لبادہ اوڑھاتا ہے۔ وہاں کے اعداد جرائم سے موازنہ کیجئے اور پھر فیصلہ خود کر لیجئے۔ ہمارے ہاں کے روشن خیال ترقی پسندوں کے علی الرغم آج کتنی آوازیں ہیں جو جرم و سزا کی دنیا سے وابستہ اہم شخصیتوں، ججوں، وکلاء اور پولیس کے اعلیٰ حکام کیطرف سے اٹھ رہی ہیں کہ معاشرہ کی تطہیر اور فساد کی بیخ کنی اگر کرنی ہے تو ہمیں اسلام کے نظام حدود و تعزیرات کو اپنانا پڑے گا۔ مگر جو عقل و خرد کی ساری متاع مغرب کے بازار میں نیلام کر چکے ہوں ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔؟

مرحوم شاہ فیصل کا قاتل جاتے جاتے ایسے خیالات کا اظہار کر گیا جو مغربی تعلیم گاہوں اور غیر ملکی لادینی بیت گاہوں پہ مر مٹنے والوں کے لئے بھی لمحۂ فکریہ بن سکتے ہیں۔ قاتل یورپ میں رہ کر دماغی تحلیل و تجزیہ